بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مصر نئی شاہراہ پر!

تاریخی اعتبار سے مصر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ اس کے دامن میں پانچ ہزار سال پرانی تہذیب دفن ہے۔ فراعنہ کا اقتدار جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پاش پاش ہوا۔ آج بھی اس کے آثار اور کھنڈرات دیدہ عبرت ہیں۔ انا ربکم الاعلیٰ کہنے والا غرق آب ہوا۔ اور ہمیشہ کے لیے نشان عبرت بنا۔ خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو آج بھی اقتدار کے نشے میں بدمست ہاتھی کی طرح اپنی ہی قوم کو روندھتے ہیں۔ انہیں تختہ مشق بناتے ہیں۔ اور انہی کی پشت پر کوڑے برساتے ہیں۔ اور یہ بھول جاتے ہیں کہ جس ذات نے اقتدار کی قوت اور طاقت انہیں بخشی ہے۔ وہ ان سے کہیں زیادہ طاقتور اور قدرت رکھنے والا ہے۔ جو سرکش اور باغیوں کو بھی ایک وقت تک ڈھیل دیتا ہے۔ اور مہلت ختم ہونے پر خاک و خاشاک کی طرح اڑا دیتا ہے۔ مدتوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگ اقتدار میں آئے اور چلے گئے مگر کوئی ان کا نام لیوا نہیں۔ مگر یہ بھی ایک عجیب المیہ ہے۔ کہ تاریخ کی اس حقیقت کو کوئی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ جو بھی جہاں بھی اقتدار کی مسند پر جلوہ افروز ہوا۔ انا ولا غیری کا نعرہ مستانہ لگاتا ہے۔ اور ہر اس چیز کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے جو اس کے اقتدار کے لے خطرہ ہو۔ اس کے لیے باپ بیٹے کی تمیز نہیں کرتا۔ اور بیٹا باپ کے خون سے ہاتھ رنگتا ہے۔ لیکن اقتدار کی دیوی جرائم کروانے کے بعد بے وفائی کی ایسی ضرب کاری لگاتی ہے۔ کہ سب ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ مصر کی تاریخ ایسے لاتعداد واقعات سے بھری ہوئی ہے۔

لیکن گذشتہ کچھ دہائیوں سے یہ بھیانک کھیل کچھ زیادہ ہی کھیلا گیا۔ یکے بعد دیگرے ایسے لوگ اقتدار کی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ جو اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار رہے۔ یہ بدنصیب حکمران ہمیشہ اس بھول میں رہے۔ کہ دین اسلام سے وابستہ لوگ ان کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ لہٰذا ان کے ظلم و ستم کا سب سے زیادہ شکار یہی لوگ ٹھہرے۔ انہیں مارا پیٹا گیا۔ جلاوطن کیا۔ اور اپنی

انا کی تسکین کے لیے ان کے زعماء اور قائدین کو سولی پر چڑھادیا گیا۔ لیکن یہ حرمان نصیب اس امر سے بے خبر رہے۔ کہ یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبادیں گے۔

دو سال قبل جب وزارت تعلیم کی دعوت پر مصر آنے کا موقعہ ملا۔ تو اس وقت فرعون صفت درندہ حسنی مبارک اقتدار کے مزے لوٹ رہا تھا۔ پورا ملک اس کی غلامی میں زندگی بسر کرنے پر مجبور تھا۔ اس کے لیے پورے ملک کے وسائل وقف تھے۔ سیاہ و سفید کے مالک حسنی مبارک کو پورا یقین تھا کہ فوج اس کی پشت پر کھڑی ہے۔ اور ہر اس انقلاب کو کچل دے گی جو اس کے اقتدار کے لیے خطرہ ہے۔ مگر بدقسمتی دیکھئے کہ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے کہ مصداق فوج ہی نے حفاظتی پناہ میں لینے کے بہانے ایوان اقتدار سے نکال کر پنجرہ میں بندھ کر دیا۔ اب پوری دنیا کے نیوز چینل (NEWS CHANIL) یہ منظر براہ راست دیکھاتے ہیں۔ اور پنجرہ میں بندھ حسنی مبارک زبان حال سے یہ بات پکار پکار کر کہتا ہے۔

ہے کوئی جو مجھ سے عبرت حاصل کرے **فاعتبروا یا اولی الابصار فاعتبروا یا اولی الالباب**

سب سے اہم بات کہ مصری قوم پڑھی لکھی اور باشعور ہے۔ اپنے نفع و نقصان کا فیصلہ کرنا خوب جانتی ہے اس سے قبل حکمران اپنے جبر کے ذریعے یک طرفہ فیصلہ کرتے رہے۔ اور مخالفت میں آنے والی آوازوں کو بزور قوت دباتے رہے۔ دنیا ایک عرصہ تک فریم شدہ ایک ہی تصویر دیکھتی رہی۔ لیکن ایک سال قبل اٹھنے والی انقلابی تحریک نے دنیا کو حقیقی تصویر دیکھادی۔ اور پوری دنیا کو باور کرادیا کہ مصری عوام کی اکثریت کیا چاہتی ہے۔ مدتوں سے دبی وہ چنگاری شعلہ بن کر اس پورے نظام کو خاکستر کر چکی جن کے سہارے چند افراد بے بس عوام کے خوابوں کو چکنا چور کرتے رہے۔ یہ بات نہ صرف محسوس کی جارہی ہے بلکہ کھلے عام کہی جارہی ہے کہ مصر تبدیلی چاہتا ہے۔ یہ تبدیلی محض چہروں کی نہیں۔ بلکہ نظام کی تبدیلی، رہن سہن کی تبدیلی، تہذیب وثقافت کی تبدیلی، معاشی تبدیلی، سیاسی تبدیلی، اور معاشرتی تبدیلی، کیا یہ حیران کن بات نہیں کہ دو سال قبل جس ملک میں چند گنتی کی خواتین سکارف پہنتی تھیں لیکن آج اسی فیصد خواتین اس دھارے میں شامل ہو چکی ہیں۔ جدھر دیکھو ایک بدلا ہوا مصر نظر آتا ہے جامعہ الازہر میں زیر تعلیم مصری طلبہ کی اکثریت داڑھی سے محروم تھی۔ لیکن آج ان کی اکثریت کے چہرے سنت نبوی سے مزین نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ابھی تک اسلام پسند محض انتخابات میں کامیاب ہوئے۔ جبکہ صدارتی الیکشن باقی ہے اور یہ

ساری تبدیلی کسی جبر دھونس یا زبردستی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اس آزادی کا نتیجہ ہے۔ جس میں لوگ اب ایک آزاد ماحول میں اپنی مرضی اور پسند کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور اسلامی بود و باش اور تہذیب و ثقافت کے سائے میں زندگی بسر کرنے کی شروعات کر رہے ہیں وہ ڈر اور خوف جاتا رہا اور امید ہے دن بدن اس میں مزید بہتری آئے گی۔

مصر ایک غنی ملک ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ تیل اور گیس کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ دریائے نیل کا پانی ضرورت سے کہیں زیادہ ہے۔ پورے ملک کو سیراب کر کے باقی سمندر میں جا گرتا ہے۔ نہر سویز سے حاصل شدہ محصولات کافی ہیں۔ جبکہ سیاحت مصر کی آمدن کا بہت بڑا ذریعہ ہے لاکھوں لوگ سالانہ مصر میں قدیم تہذیب دیکھنے آتے ہیں اس شعبے سے وابستہ سینکڑوں ہوٹل ٹرانسپورٹ اور ملازمین وابستہ ہیں۔ زراعت میں اہم فصل کپاس ہے اور مصر کی کاٹن پوری دنیا میں مشہور ہے۔ ان سب وسائل کے ہوتے ہوئے مصری قوم کی اکثریت غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں یہی وجہ ہے کہ صدارتی انتخابات کے موقعہ پر بعض امیدواروں نے یہ منشور دیا ہے۔ کہ وہ قومی وسائل کو قوم کی فلاح و بہبود پر خرچ کریں گے۔ سکول، کالج، ہسپتال اور رہائش میں فراہم کریں گے۔ اور سب کو ضروریات زندگی سے نوازیں گے۔

عرب دنیا میں اسرائیل ایک ناسور ہے اور اسے ہمیشہ مصر کی آشیرباد حاصل رہی ہے گذشتہ سالوں میں جبکہ اسرائیل نے غزہ کا محاصرہ کیا تھا بچوں کی خوراک اور جان بچانے والی ادویات تک اندر نہیں پہنچنے دیتا تھا ایک ہی راستہ تھا جس کے ذریعے امدادی سامان مظلوم فلسطینیوں تک پہنچ سکتا تھا اور وہ مصر سے غزہ میں داخل ہونے والا راستہ تھا مگر مصری حکمرانوں نے اس کی اجازت نہ دی بلکہ اسرائیل کو تیل اور گیس کی فراہمی جاری رہی لیکن انتخابات کے بعد فوجی حکمرانوں نے از خود یہ فراہمی بند کر دی ہے۔ کس قدر المیے کی بات ہے۔ کہ اسلامی دنیا کے اکثر حکمران (الا ماشاء اللہ) اپنی قوم کے بدترین لوگ ہیں جو نام نہاد جمہوریت کے نام پر مسلط ہیں، قومی وسائل کو ماں کا جہیز سمجھ کر لوٹا جا رہا ہے اور اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کی حکم عدولی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ لیکن انقلاب کی ایک لہر ہے جو چل نکلی ہے جس نے پہلے تیونس اس کے بعد مصر اور پھر لیبیا میں تاریخی تبدیلی پیدا کی ہے اور اب شام

میں سبز انقلاب آنے کو ہے روزانہ بیسیوں لوگ قربانیاں پیش کررہے ہیں اور حکومت جہازوں کے ذریعے گولہ باری کررہی ہے۔ لیکن یہ نوشتہ دیوار ہے کہ اب بشارالاسد بدترین انجام سے دوچار ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ اورشامی قوم کو بھی آزادی نصیب ہوگی۔

یہ ایک سنگین مسئلہ ہے کہ ہزاروں لوگوں کی قربانی سے آنے والے انقلاب کو ہائی جیک کرنے کی کوشش ہورہی ہے اوراستعماری قوتیں اپنی پسند اور غلامانہ ذہنیت کے لوگوں کو دوبارہ اقتدار میں لانے کی مساعی کررہی ہیں۔ یہی وہ مرحلہ ہے کہ جس میں پوری قوم کو بیداری اور سمجھداری کا ثبوت دینا ہوگا۔ اور دوبارہ کسی صورت میں بھی ایسے لوگوں کو ووٹ نہیں دینے چاہیے۔ جو ظالمانہ نظام کا حصہ رہے ہوں۔ خصوصاً مصر میں حالیہ صدارتی انتخابات میں دو بڑی اسلامی جماعتوں کے امیدواروں کو نااہل قرار دے دیا گیا۔ جن میں اخوان المسلون کے خیرت الشاطر اورحزب النور کے حازم صلاح ابواسماعیل شامل ہیں جبکہ موخرالذکر پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ ان کی والدہ امریکی شہریت رکھتی ہیں حالانکہ وزارت داخلہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہی۔ لیکن پھر بھی ان کی نااہلی کا اعلان کردیا گیا۔ ایسی صورت میں شدید احتجاج جاری ہیں۔ دیکھیئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

مصر کی موجودہ صورت حال کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ واقعی مصر ایک نئی شاہراہ پر گامزن ہو چکا ہے ابھی حکومت سازی نہیں ہوئی۔ نئے انتخابات کے بعد صرف سپیکر کا انتخاب ہوا ہے۔ بدستور فوجی حکمران بنے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ دن دور نہیں جب ایک منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کردیا جائے گا۔ یہ مصر کی تاریخ کا روشن دن ہوگا اور ایک نئی صبح طلوع ہوگی۔ اور حکومت اپنے فیصلے کرنے میں آزاد اور خودمختار ہو گی۔ اور عوامی مفادات کو مدنظر رکھ کر انقلابی فیصلے ہونگے' ان شاء اللہ

مصر میں حزب النور کے صدر سے یادگار ملاقات!

حزب النور مصر میں موجود سلفی تنظیموں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ جو سیاسی میدان میں خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ جس نے قلیل عرصے میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں اور خصوصاً مصر میں ہونے والے انتخابات میں 26% فیصد ووٹ حاصل کرکے پوری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ ایسے لوگوں کو

قریب سے دیکھنے اور ان سے ملاقات کی شدید خواہش تھی۔ جنہوں نے خالص کتاب وسنت کے منہج کے مطابق انتخابات میں حصہ لیا اور بھرپور کامیابی حاصل کی۔ الحمدللہ میری یہ آرزو مصر کے حالیہ سفر میں پوری ہوئی جب حزب النور کے صدر جناب ڈاکٹر عماد عبدالغفور اور حزب النور کے ترجمان جناب یُسری حماد سے ان کے مرکزی دفتر واقعہ عمادی میں تفصیلی ملاقات ہوئی۔

دراز اور بھرپور جسم کے مالک ڈاکٹر علاؤ الدین عبدالغفور بہت جہان دیدہ فہیم اور باخبر آدمی ہیں۔ آپ خوش شکل کریم النفس اور بارعب شخصیت کے مالک ہیں۔ انتہائی سنجیدہ اور پرعزم ہیں۔ قائدانہ صلاحیت سے مالا مال اور گہری سوچ رکھتے ہیں۔ متحمل مزاج اور استقامت کے پہاڑ ہیں۔ پالیسی ساز اور منصوبہ بندی کے ماہر ہیں۔ آپ کی چمکتی آنکھیں ذہانت کا پتہ دیتی ہیں۔ ارادوں کے پختہ اور مخلصانہ جدوجہد کے قائل ہیں۔ جبکہ جناب یُسری حماد پیرانہ سالی کے باوجود جوان ہمت ہیں چہرے پر نورانیت زہدوورع کی ترجمانی کرتی ہے۔ بولنے سے پہلے خوب تولتے ہیں۔ مختصر مگر بہت جامع گفتگو کرتے ہیں۔ عربی کے ساتھ پوری روانگی سے انگریزی بولتے ہیں اور حزب النور کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کرتے ہیں۔

میزبانوں نے مرکزی دفتر میں ہمارا والہانہ استقبال کیا۔ نہایت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ لمحات ہمارے لیے باعث سعادت ہیں۔ کہ جس میں ایک فکر ایک منزل اور ایک طریقہ کار پر کاربند تحریکی بھائیوں کی یادگار ملاقات ہو رہی ہے۔

راقم نے اپنا اور رفقاء کا تعارف کرایا۔ اور بتایا کہ ہم مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سے وابستہ ہیں اور میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے علاوہ وفاق المدارس السّلفیہ کا سیکرٹری جنرل ہوں تو انہوں نے مزید خوشی کا اظہار کیا میں نے اس موقعہ پر قائد ملت سلفیہ علامہ پروفیسر ساجد میر اور ناظم مرکزیہ ڈاکٹر عبدالکریم کا سلام اور نیک خواہشات کا پیغام پہنچایا۔ اور بتایا کہ حزب النور کی انتخابات میں نمایاں کامیابی پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان میں بسنے والے کروڑوں سلفی بھائیوں کو بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ اور انہیں بہت حوصلہ ملا ہے۔ کہ دنیا میں سلفی تحریک اور اس کی قوت کو تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ اور امید ہے کہ مصر اور پاکستان میں موجود سلفی بھائیوں میں رابطہ اور تعاون کی نئی راہیں کھلے گئیں۔ اس موقعہ پر انہیں اکابرین اور تمام سلفی بھائیوں کی طرف سے مبارک باد پیش کی۔

جواب میں حزب النور کے صدر جناب عماد الدین نے بھی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔اور قائدین مرکزی جمعیت اور سلفی بھائیوں کا از حد شکریہ ادا کیا۔جنہوں نے ان کی کامیابی پر خوشی اور مبارکباد کا اظہار کیا انہوں نے کہا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری کامیابی دراصل اس سلفی تحریک کی کامیابی ہے۔جس کا مشن کتاب وسنت کی بالادستی قائم کرنا ہے۔دنیا میں موجود تمام سلفی اس تحریک کا حصہ ہیں۔اور وہ اپنی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق دعوتی اور سیاسی جدوجہد سے بخوبی آگاہ ہیں۔اور دل وجان سے اس کی قدر کرتے ہیں۔ہم ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں ابھی بہت کچھ سمجھنے اور سیکھنے کی ضرورت ہے۔لہٰذا ہم پاکستان میں موجود سلفی تحریکوں سے تعاون حاصل کریں گے اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں گے۔خصوصاً جامعہ سلفیہ کی تعلیمی خدمات اور وفاق المدارس السّلفیہ نے جو تعلیمی اور انتظامی وحدت قائم کی ہے اس سے بھی بھرپور فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ میرے علم میں ہے کہ پاکستان میں جامعہ سلفیہ کے علاوہ بھی قابل ذکر ادارے جن میں جامعہ ابی بکر کراچی' جامعہ اثریہ پشاور میں جو تعلیم کے فروغ میں مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کے علماء فہم حدیث میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہم بہت جلد علماء کے تبادلے اور ان کی تعلیمی تدریسی اور فنی مہارت سے فائدہ اٹھائیں گے۔انہوں نے کہا ہمارا بھی سلام تمام سلفی بھائیوں تک پہنچائیں۔

جب ان سے پوچھا گیا۔کہ حزب النور کی کامیابی کے محرکات کیا ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مصر میں سلفی تحریک ایک عرصہ سے موجود ہے۔اور کئی تنظیمیں میدان عمل میں موجود ہیں۔جو مختلف محاذوں پر کام کر رہی ہیں ان میں بڑا کام دعوت وتبلیغ کا ہے۔جس کے لیے مخلص علماء دن رات محنت کر رہے ہیں۔شہر شہر بستی بستی کتاب وسنت کا پیغام پہنچاتے ہیں۔لوگوں کی دینی اور فکری رہنمائی کرتے ہیں۔مختلف موضوعات پر کتابچے اور عام فہم کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں۔جس سے لوگ سلفی عقائد اور نظریات بخوبی آگاہ ہیں اور ان سے متاثر ہیں۔علاوہ ازیں دینی تعلیم کے فروغ کے لیے معہد علمی موجود ہیں۔جہاں مشائخ تفسیر حدیث فقہ اور دیگر علوم پڑھاتے ہیں اور طلبہ کی کثیر تعداد اس میں شریک ہوتی ہے۔انہوں نے بتایا کہ تمام سلفی تنظیموں میں خدمت خلق کا شعبہ موجود ہے۔جس کے تحت دار الایتام' بیوگان' نادار' معذور لوگوں کی کفالت کے لیے فنڈ موجود ہیں۔جبکہ مستحق طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے وظائف دیئے جاتے ہیں۔چونکہ سلفی دعوت بہت

سادہ اور عام فہم ہے لہٰذا لوگ اس میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ اور ان میں قبولیت کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم نے انتخابات کے لیے مہم چلائی تو لوگوں نے ہماری صاف گوئی شفافیت اور اعتدال پر مبنی پالیسیوں کو نہ صرف سراہا بلکہ ووٹ کے ذریعے ہمارے موقف اور نصب العین کی تائید کی۔

رئیس حزب النور نے ایک سوال کے جواب میں کہا ہم مستقبل میں پاکستان کے ساتھ قریبی اور خوشگوار تعلقات کے حامی ہیں اور پاکستان کے ساتھ تجارتی تعلقات کو بہت اہمیت دیں گے چونکہ حزب النور کے صدر عالم اسلام کے تاریخی' تہذیبی' سیاسی' معاشرتی اور معاشی حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ خاص کر پاکستان کے بارے میں ان کا مطالعہ بہت گہرا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ فیصل آباد صنعتی شہر ہے جہاں کاٹن اور کپڑے کا کاروبار ہوتا ہے۔ سیالکوٹ میں آلات جراحی اور کھیلوں کا سامان تیار ہوتا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ پاکستان سے برآمد ہونے والا ماربل دنیا کا بہترین پتھر ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ گوجرانوالہ میں سینٹری اور ظروف سازی کا کام ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان سے چھوٹی مشینری درآمد کریں گے۔ تاکہ کپڑا سازی میں ہم بہتری لاسکیں۔ اسی طرح دیگر ضروری استعمال کی اشیاء بھی پاکستان سے درآمد کا سوچیں گے اور مزید تاجروں کے وفود کا تبادلہ کریں گے۔ اور مکمل جائزہ لیں گے کہ ہم دونوں برادر ممالک کس طرح ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاسکتے ہیں۔

ملاقات میں موجود حزب النور کے خصوصی ترجمان جناب یُسری حماد نے بھی خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا اور نہایت پرعزم لہجے میں کہا۔ کہ ہم تین سیکٹر میں کام کریں گے۔ پہلے نمبر پر ہم تعلیم کے شعبے میں تعاون بڑھائیں گے۔ جبکہ دوسرے مرحلے میں ہم تجارت اور درآمد برآمد کی پالیسیوں کو بہتر بنائیں گے اور آخر میں اپنی ہم خیال جماعتوں کے ساتھ خصوصی روابط رکھیں گے اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں گے اور تمام شعبوں میں تعاون کریں گے۔

یہ یادگار ملاقات رات دس بجے سے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ اور وقت گزرنے کا احساس نہ ہوا۔ بہر حال ہم خود حزب النور کی کامیابی اور مستقبل کی منصوبہ بندی سے بے حد خوش اور مطمئن واپس لوٹے۔ دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور ہر قسم کے شر اور فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆☆☆☆